تحریر: محمد ضیاء الحق چوہان
(گولڈ میڈلسٹ)
ایم اے شریعہ، ایم اے تاریخ، ایم فل مطالعہ پاکستان

WEB EDITION

احقر کا مقالہ ''عاشورہ اور اس کی تعلیمات''
روزنامہ صدائے پوٹھوہار گوجرخان میں
2007ء میں دس اقساط میں شائع ہوا تھا۔
انٹرنیٹ کے قارئین کے لیے اس کا ویب ایڈیشن
مجاہدِ اہلِ سنت پبلی کیشنز کی طرف سے پیش کیا جا
رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دینِ حق کو سمجھنے اور اس
پر کماحقہ، عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین۔

محمد ضیاء الحق چوہان
ziaulhaqqadri@gmail.com

http://printfreecards.net

عاشورا اور اس کی تعلیمات (1)

محمد ضیاء الحق چوہان

ہر انکھ میں ہے درخشندہ خوابِ عاشورا
پکارتا ہے ہمیں انقلابِ عاشورا
خجل خجل سرِ دہلیزِ وقت ہیں صدیاں
کسی کے پاس نہیں ہے جوابِ عاشورا
حسین عظمتِ کردار و حرمتِ ایثار
یزید و شمر ہیں خانہ خرابِ عاشورا

یومِ عاشورا تاریخِ عالم کا ایک ایسا عظیم دن ہے جو اپنے دامن میں درجنوں انقلاب آفرین واقعات سمیٹے ہوئے ہیں یہ دن ہمارے فکر و عمل کے دھاروں کا رخ کس طرف موڑنا چاہتا ہے۔ اور ہمارے لئے کیا سبق اور کیا تعلیمات لے کر ہر سال ہمارے ضمیر کے دروازے پر دستک دیتا ہے۔ اس موضوع کو زیرِ بحث لانے سے قبل ضروری ہے کہ ہم یہ جان لیں کہ یہ دن کون سا ہے اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔

یومِ عاشورا کا تعین:

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المعروف شیخ محقق نے لکھا ہے کہ "عاشورا محرم کے دسویں دن کا نام ہے۔ بعض کا یہ وہم ہے کہ عاشورا محرم کے نویں دن کو کہتے ہیں مگر یہ غلط ہے"

محبوبِ سبحانی غوثِ صمدانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ نے نو، دس اور گیارہ محرم کو اقوال نقل کر کے درج ذیل فیصلہ لکھا ہے۔

"اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ عاشورا محرم کا کون سا دن ہے۔ اکثر علماء فرماتے ہیں محرم کی دسویں تاریخ ہے اور یہی بات صحیح ہے"۔ (الغنیہ لطالبی طریق الحق (غنیۃ الطالبین) 536)

یومِ عاشورا کی وجہ تسمیہ:

دس محرم کے دن کو یومِ عاشورا کے نام سے موسوم کئے جانے کے حوالے سے مختلف نظریات پائے جاتے ہیں تفصیل درج ذیل ہے۔

☆ محبوبِ سبحانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

"اس بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ اکثر علماء فرماتے ہیں اس دن کو یومِ عاشورا اس لئے کہتے ہیں کہ یہ محرم کا دسواں دن ہے" (الغنیہ لطالبی طریق الحق (غنیۃ الطالبین) 535)

☆ محبوبِ سبحانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے لکھا ہے کہ

"بعض (علماء) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو جو اعزازات عطا فرمائے ہیں ان میں سے یہ دسواں اعزاز ہے۔

☆ پہلا اعزاز: جب المرجب ہے وہ اللہ تعالیٰ کا شہر رحم ہے اسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کا اعزاز بنایا کیونکہ اسے تمام مہینوں پر فضیلت حاصل ہے جس طرح یہ امت تمام امتوں سے افضل ہے۔

☆ دوسرا اعزاز: شعبان کا مہینہ ہے اس مہینے کو دوسرے مہینوں پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جیسے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقی تمام انبیاء کرام علیہ السلام سے افضل ہیں۔

☆ تیسرا اعزاز: رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور اس مہینے کو دوسرے مہینوں پر یوں فضیلت حاصل ہے جیسے اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے افضل ہے۔

☆ چوتھا اعزاز: لیلۃ القدر ہے اور یہ ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

☆ پانچواں اعزاز: عید الفطر ہے یہ جزا کا دن ہے۔

☆ چھٹا اعزاز: (ذوالحجہ) کے دس دن ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے دن ہیں۔

☆ ساتواں اعزاز: عرفہ کا دن ہے اور اس کا روزہ دو سالوں کا کفارہ ہے۔

☆ آٹھواں اعزاز: یومِ نحر یعنی قربانی کا دن ہے۔

☆ نواں اعزاز جمعۃ المبارک کا دن ہے اور تمام دنوں کا سردار ہے۔

☆ دسواں اعزاز: عاشورا کا دن ہے اور اس کا روزہ ایک سال (کے گناہوں) کا کفارہ ہے۔ (الغنیہ لطالبی طریق الحق (غنیۃ الطالبین) 535)

2: وحیدُ العصر امام عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

"عاشورا کے معنی ہیں کہ جو اس کی حرمت کی نگہداشت رکھتا ہے تو نور میں عیش کرتا ہے۔ یعنی عاشورا اصل میں عاش نُورا تھا تخفیفاً اس میں سے نون گرا دیا گیا۔

(جاری ہے)

صدائے پوٹھوہار، 25 جنوری 2007ء

(روزنامہ العباسی 347)

Scanned with CamScanner

عاشورا اور اس کی تعلیمات (2)

محمد ضیاء الحق چوہان

یوم عاشورا کے اہم واقعات

محبوبِ سبحانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین میں، حضر امام عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے نزھۃ المجالس میں، حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے مکاشفۃ القلوب میں، امام بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری میں اور دیگر بے شمار علماء و صلحاء نے اپنی اپنی تصانیف میں یومِ عاشورا کو وقوع پذیر ہونے والے واقعات نقل کئے ہیں جن کا مختصر تذکرہ حسب ذیل ہیں۔

☆عرش و کرسی، لوح و قلم، زمین و آسمان، شمس و قمر، ستارے، پہاڑ، دریا، غیرہ عاشورا کے دن پیدا کئے گئے۔

☆آسمان سے پہلی بارش عاشورا کے دن ہی برسی۔

☆ابوالبشر حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کی تخلیق یوم عاشورا کو ہوئی، اسی دن آپ جنت میں داخل کئے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد اپنی تخلیق خلافۃ فی الارض کو پورا کرنے کیلئے زمین پر تشریف فرما ہوئے تو اپنے رب کی بارگاہ میں تواضع، انکساری اور عاجزی کے اظہار کیلئے آہ زاری کرنے لگے۔ تفسیر خازن میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کثیر البکاء تھے آپ کے آنسو تمام زمین والوں کے آنسوؤں سے زیادہ ہیں مگر حضرت آدم علیہ السلام اس قدر روئے کہ آپ کے آنسو حضرت داؤد علیہ السلام اور تمام اہل زمین کے آنسوؤں سے بڑھ گئے تین برسوں تک حضرت آدم علیہ السلام اسی حال میں رہے تا آنکہ وہ عظیم دن آگیا جب حق تعالیٰ کی بارگاہ سے آپ کو رحمت و رضا کا مژدہٗ جانفزا عطا ہوا اور آپ کی تواضع، انکساری اور عاجزی کو قبولیت کی سند سے نوازا گیا۔ وہ عظیم دن یومِ عاشورا تھا۔

☆سورۃ مریم آیت 56-57 میں ارشاد ہے۔

''اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو بیشک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا۔ اور ہم نے اسے بلند مکان پر بٹھایا''۔

حضرت ادریس علیہ السلام کو جس بلند مکان پر اٹھایا گیا اس سے یا تو آسمان مراد ہے یا پھر جنت، شب معراج رحمتِ عالم ﷺ نے چوتھے آسمان پر آپ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی جس دن حضرت ادریس علیہ السلام کو یہ رفعتِ مکان عطا کی گئی وہ عاشورا ہی کا دن تھا۔

☆حضرت نوح علیہ السلام نے صدیوں تک قوم کو شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکالنے کیلئے جدوجہد کی مگر بہت تھوڑے لوگوں نے ایمان قبول کیا۔ بحیثیتِ مجموعی قوم گمراہی پر بضد رہی تا آنکہ آپ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں گزارش کی ''مولا! زمین کو کفار کے وجود سے پاک کر دے'' اللہ رب العزت نے آپ کو ایک کشتی بنانے کا حکم دیا۔ کشتی بن چکی تو زمین سے پانی ابلنے لگا۔ آپ علیہ السلام نے اپنے 72 امتیوں کو کشتی میں سوار کر لیا پانی تیزی سے زمین کی سطح کو ڈھانپنے لگا حتیٰ کہ پہاڑوں سے بھی پندرہ ذراع (ساڑھے بائیس فٹ) بلند ہو گیا اور تمام کفار غرق ہو گئے۔

☆دس رجب کو آپ علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تھے اور طوفان کے خاتمے کے بعد جس دن آپکی کشتی جودی پہاڑ پر لنگر انداز ہوئی وہ عاشورا کا دن تھا۔ طوفان سے نجات ملنے پر حضرت نوح علیہ السلام نے خود بھی روزہ رکھا اور اپنے ساتھ تمام لوگوں اور وحشی درندوں اور دوسرے جانوروں کو بھی اس کا حکم دیا۔ چنانچہ سب نے اللہ کا شکر ادا کرنے کیلئے روزہ رکھا۔

☆حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا یومِ میالد بھی عاشورہ کا دن ہی ہے آپ جب اس دنیا میں تشریف لائے تو نمرود نے اپنی جھوٹی خدائی کے سامنے مخلوقِ خدا کو جھکا رکھا تھا۔ آپ نے نمرود کو چیلنج کیا اور اس کے بودے دلائل کی دھجیاں بکھیر دیں۔ علمی محاذ پر ناکامی کی خفت کو مٹانے کے لئے اور اپنی سلطنت کی گرتی ہوئی دیواروں کو سہارا دینے کیلئے اسے آخری حل یہی سوجھا کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے وجود کو مٹا دیا جائے۔ موت و حیات پر قدرت رکھنے کا دعویٰ کرنے والے نمرود نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی حیاتِ مقدسہ کا چراغ گل کرنے کیلئے آگ کا ایک زبردست الاؤ روشن کیا جس کے لئے چالیس دن تک ساری قوم نے لکڑیاں جمع کی تھیں پھر ایک بلند جگہ پر منجنیق نصب کر کے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اس میں رکھ کر آگ میں ڈال دیا گیا فرشتوں نے آ کر مدد کی پیشکش کی مگر آپ نے فرمایا حسبی اللہ ونعم الوکیل۔ آپ صبر و استقامت اور جرات و ہمت کے اس امتحان میں کامیاب رہے اور اللہ کے حکم سے آگ آپ کے لئے گلزار بن گئی۔ جس دن آپ کو نارِ نمرود سے نجات ملی وہ بھی عاشورا کا ہی دن تھا۔

☆حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں حضرت یعقوب علیہ السلام مدتِ دراز تک روتے رہے۔ یہاں تک کہ آپکی بینائی زائل ہو گئی۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ بنے تو کچھ عرصہ کے بعد آپکے بھائیوں کا غلہ لینے کیلئے آپ کے پاس آنا جانا شروع ہو گیا اور تعارف ہوا تو انہوں نے بتایا کہ والدِ گرامی کی بینائی ختم ہو گئی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیض انہیں دی کہ لے جا کر انکی آنکھوں پر لگائیں تو ان کی بینائی لوٹ آئے گی۔ ادھر برادرانِ یوسف مصر سے قمیض لے کر چلے اور ادھر کنعان میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس کر لی۔ جب وہ قمیض لے کر پہنچے اور آپ کے چہرے پر ڈالی تو بینائی لوٹ آئی اور آپ نے فرمایا ''میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی طرف سے وہ معلوم ہے جو تم نہیں جانتے'' ۞سورۃ یوسف 98۞

حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی جس دن بحال ہوئی وہ بھی عاشورا کا دن تھا۔

(جاری ہے)

Scanned with CamScanner

عاشورا اور اس کی تعلیمات (3)

محمد ضیاء الحق چوہان

☆حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی توجہ اور محبت پانے کیلئے ضروری سمجھا کہ آپ کو ان کی نظروں سے دور کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ آپ کو سیر کرانے کے بہانے جنگل لے گئے اور آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر ایک بھائی یہودا نے کہا کہ یہاں قریب ہی ایک پرانا کنواں ہے قتلِ ناحق اپنے سر لینے سے بہتر ہے کہ یوسف کو اس کنویں میں پھینک دیا جائے۔ شاید کوئی قافلہ وہاں سے گزرے اور اسے نکال کر ساتھ لے جائے اس طرح ہمارا مطلب بھی پورا ہو جائے گا اور اس کی زندگی بھی بچ جائے گی۔ سب نے اس تجویز کو پسند کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک ڈول میں ڈال کر کنویں میں لٹکا دیا اور رسی کاٹ دی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بحکم خداوندی کنویں میں آپکا دل بہلانے کیلئے آ گئے۔

مدین سے مصر جانے والا ایک قافلہ راستہ بھول کر ادھر آ نکلا اور پانی کیلئے انہوں نے کنویں میں ڈول ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام اس ڈول کے زریعے باہر نکل آئے۔ جس دن آپ کنویں سے باہر آئے وہ دن بھی عاشورا کا ہی دن تھا۔

☆اللہ تعالی کبھی اپنے بندوں کو نعمتیں عطا کر کے آزماتا ہے اور کبھی ان نعمتوں سے محروم کر کے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالی نے صحت وتندرستی، کثیر مال ودولت، وسیع کھیت، بڑے بڑے باغات، ہر قسم کے مویشی، سینکڑوں خدمت گار غلام اور بڑے خاندان سے نواز تھا۔ آپ نے ان نعمتوں پر ہمیشہ اللہ تعالی کا شکر ادا کیا۔ اور اس آزمائش میں کامیاب رہے۔ پھر ایک وقت آیا جب آزمائشوں کا انداز بدل گیا۔ زمین کے نیچے سے قدرتی آگ ظاہر ہوئی جس نے آپ کے باغات، کھیتیاں، اونٹ، بکریاں، گائے بھینسیں، خدمت گار، چرواہے، وغیرہ سب جلا کر راکھ کر دیئے۔ آپکو اطلاع ملی تو فرمایا سب کچھ اللہ تعالی ہی کا عطا کردہ تھا اسے حق ہے کہ جب چاہے واپس لے لے۔ آپ کی اولاد جس مکان میں تھی زلزلہ سے وہ گر گیا اور سب بچے فوت ہو گئے۔ یہ خبر پا کر بھی آپ نے یہی فرمایا کہ سب کچھ اللہ تعالی کا ہے جو چاہے کرے۔ پھر آپ کے جسم میں شدید حرارت پیدا ہوئی یوں محسوس ہوتا تھا جیسے جسم کے اندر آگ کا الاؤ روشن ہو۔ سر سے پاؤں تک چھالے پڑ گئے۔ خارش شدت کی تھی جسم کو ناخنوں سے کھجانے کے باعث تمام ناخن گر گئے اور سارا جسم زخموں سے بھر گیا۔ آزمائش یہیں پر ختم نہ ہوئی بلکہ زخموں میں کیڑے پڑ گئے۔ مگر اللہ کی رضا پر راضی رہنے کا آپ نے ایسا نمونہ پیش کیا۔ جس کا تذکرہ سن کر انسان ورطہ حیرت میں گم ہو جاتا ہے۔ جب کوئی کیڑا جسم سے نیچے گر جاتا تو اسے اٹھا کر واپس اسی جگہ رکھتے اور فرماتے اللہ نے جو رزق تمھیں دیا ہے وہ کھاؤ۔ آپ کے اقرباء نے آپ کو شہر سے باہر ایک جھونپڑی میں منتقل کر دیا۔ اس حالت میں فقط آپ کی زوجہ (حضرت یوسف علیہ السلام کی پوتی) حضرت رحمہ تھیں۔ جنہوں نے آپؑ کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ایک دن انہوں نے عرض کیا کاش آپؑ اللہ تعالی سے دعا کرتے تو وہ آپ کی تکلیف دور کر دیتا۔ آپؑ نے فرمایا عیش وعشرت، راحت وسکون اور مال ودولت کی فراوانی میں کتنا وقت گزرا؟ انہوں نے عرض کیا 80 سال گزرے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ میں اس سے دعا کروں جب کہ میری آزمائش کا وقت اتنا بھی نہیں ہوا جتنا میری آسائش کا وقت تھا۔

اٹھارہ سال کی آزمائش کے بعد رب تعالی کے حکم سے آپؑ نے زمین پر پاؤں مارا تو ایک چشمہ بہہ نکلا جس کے پانی سے نہاتے ہی ظاہری بیماری دور ہو گئی۔ اور پانی پینے سے اندرونی تکالیف ختم ہو گئیں۔ پھر اللہ تعالی نے آپؑ کی فوت شدہ اولاد کو بھی زندہ کر دیا اور تمام نعمتیں دوبارہ عطا کر دیں۔ جس دن آپ شفایاب ہوئے وہ عاشورا کا ہی دن تھا۔

☆حضرت یونس علیہ السلام اہلِ نینوا (دمشق) کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آپ نے قوم کو کفر وشرک سے نکال کر دینِ حق کی طرف لانے کی جدوجہد کی مگر قوم نے اس دعوت کو رد کر دیا تو آپؑ وہاں سے ہجرت کر گئے، جب دریائے دجلہ بذریعہ کشتی عبور کر رہے تھے تو بحکم خداوندی ایک مچھلی نے آپؑ کو نگل لیا۔ آپ تین اندھیروں یعنی رات کے اندھیرے، پانی کیا ندھیرے، اور مچھلی کے پیٹ کے اندھیرے میں گھر گئے مگر اس کے باوجود ہر وقت یادِ خداوندی میں مستغرق رہے، یہاں تک کہ آپؑ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی الٰہی! تیری عزت کی قسم میں تیرے لئے ایسی جگہ سجدہ نہ بنائی ہو گی۔ آپؑ مچھلی کے پیٹ میں اللہ کیلئے سجدہ ریز رہتے تھے۔ اسی دوران آپؑ نے بارگاہِ الٰہی میں ان الفاظ کے ساتھ مناجات کی:۔

''کوئی معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے تجھ کو بیشک مجھ سے بے جا ہوا''۔

جب آپؑ نے ان خوبصورت الفاظ کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کا اظہار کیا تو اللہ تعالی کے حکم سے مچھلی نے آپؑ کو دریا کے کنارے اگل دیا۔ جس دن آپؑ مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے وہ دن بھی عاشورا ہی کا دن تھا۔

مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام کی تسبیح وتحمید کو اللہ تعالی نے وہ بلند مقام عطا فرمایا کہ قیامت تک رنج وغم میں مبتلا ہونے والا جو مسلمان بھی اس تسبیح کو پڑھے گا تو اللہ تعالی اس کو غم سے نجات دے دے گا۔

☆مصطفیٰ جانِ رحمت پُر نور شانی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب سے تین چیزوں کا سوال کیا تھا۔ اللہ تعالی نے ان میں سے دو چیزیں انہیں عطا کر دی تھیں جبکہ تیسری چیز ہمیں عطا کی گئی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے پہلا سوال یہ کیا کہ وہ ایسے فیصلے کریں جو اللہ کے فیصلوں کے موافق ہوں تو اللہ نے انہیں یہ نعمت عطا کر دی۔ دوسرا سوال انہوں نے یہ کیا کہ انہیں اللہ تعالی ایسا ملک عطا کرے جو ان کے بعد کسی اور کو نہ ملے۔ اللہ نے ان کی یہ آرزو بھی پوری کر دی۔ پھر انہوں نے سوال کیا کہ جو بھی اپنے گھر سے اس مسجد (بیت المقدس) میں نماز پڑھنے کے لئے آئے اور اس کا ارادہ صرف اس مسجد میں نماز پڑھنا ہو تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے جیسے ابھی اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔ آقا پُر نور شانی ﷺ نے فرمایا، ہمیں امید ہے کہ اللہ نے یہ چیز ہمیں عطا کر دی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالی نے ایسا عظیم ملک عطا فرمایا اور ایسی شوکت اور وجاہت عطا فرمائی جو کسی اور بادشاہ کے حصے میں نہ آئی۔ اللہ تعالی نے انسان، جنات، چرند وپرند اور ہوا وغیرہ کو آپ کے حکم کے تابع کر دیا تھا۔ یہ عظیم بادشاہت آپؑ کو یومِ عاشورا ہی کو عطا ہوئی تھی

(جاری ہے)

Scanned with CamScanner

عاشورا اور اس کی تعلیمات (4)

12- حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے قبل بنی اسرائیل فرعون کی غلامی میں نہایت ذلت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ جو لوگ اس کے حکم کے مطابق کام نہ کر سکتے ان کو طرح طرح کی سزائیں دی جاتی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکمِ خداوندی کے تحت فرعون کو اسلام کی دعوت دی مگر اس نے سرکشی کی راہ اپنائی اور آپ کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے ہجرت کر جائیں۔ آپ قوم کو لے کر دریا کے قریب پہنچے تو فرعون اپنے لشکر کے ساتھ تعاقب کرتا ہوا وہاں پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ دریا پر اپنا عصا ماریں۔ آپ نے عصا مارا تو دریا میں بارہ خشک راستے بن گئے تاکہ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے الگ الگ راستے سے گزر سکیں۔ ہر راستہ کے دائیں بائیں پانی کی بلندی عظیم پہاڑوں جیسی تھی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سمیت دریا پار کر چکے تو فرعون اور اس کے لشکریوں نے بھی انہی راستوں سے دریا پار کرنے کے لیے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔ جب وہ سب دریا کے درمیان پہنچے تو پانی آپس میں مل گیا اور وہ سب غرق ہو گئے۔ بنی اسرائیل کو جس دن فرعون کے مظالم سے نجات حاصل ہوئی اور وہ اپنے غرور و تکبر سمیت عبرت کا نشان بن گیا وہ دن بھی عاشورا کا دن تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن شکرانے کے طور پر روزہ رکھا۔

13- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بھی یومِ عاشورا کو ہوئی۔ آپ نے قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ بادشاہِ وقت نے آپ کو قتل کرانے کے لیے کرائے کا ایک قاتل حاصل کیا۔ وہ آپ کے مکان پر اپنے ساتھیوں سمیت پہنچا اور ان کو باہر کھڑا کر کے خود اپنے مذموم مقصد کی تکمیل کے لیے اندر گیا تو اس کی آنکھوں کے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھا لیا گیا۔ یہ منظر دیکھ کر وہ حیرت و تعجب کا شکار ہو گیا۔ جب کچھ دیر کے بعد باہر آیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنا دیا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے بہت کہا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں مگر وہ یہی کہتے رہے کہ تم عیسیٰ (علیہ السلام) ہو تم نے ہمارے ساتھی کو قتل کر دیا ہے اور اب اپنی جان بچانے کے لیے ہمیں دھوکہ دے رہے ہو۔ انہوں نے اسے سولی پر چڑھا دیا۔ اس طرح اللہ کے ایک برگزیدہ نبی کی حیاتِ مقدسہ کا چراغ گل کرنے کے ارادے سے آنے والا بدبخت اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جس دن آسمان پر اٹھا لیا گیا وہ بھی عاشورا ہی کا دن تھا۔

محمد ضیاء الحق چوہان

مذکورہ بالا حقائق سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یومِ عاشورا تاریخ عالم میں بہت فضیلت و عظمت کا حامل دن رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امامِ عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کی قربانی کے لیے یہی دن منتخب کیا گیا جیسا کہ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ مکاشفۃ القلوب میں لکھتے ہیں:۔

"واضح ہو کہ عاشورا کے دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ بیتی وہ اس دن کی عظمت، رفعت، اللہ کے نزدیک اس کے درجہ اور اہلِ بیتِ اطہار کے مراتب سے اس دن کے تعلق کی بین شہادت ہے۔"

واقعۂ کربلا کا پسِ منظر

یزید نے اقتدار پر قابض ہونے کے بعد اسلامی قدروں کو پامال کرنا شروع کر دیا اور اپنی آمریت کو مستحکم بنانے کے لیے امامِ عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی حمایت طلب کی۔ اس نے مساجد مسمار نہیں کیں، اذانیں بند نہیں کرائیں، قال اللہ اور قال الرسول کی صداؤں کو ختم کرنے کی کوشش نہ کی بلکہ مذہب و سیاست کو الگ کر کے سیکولرازم کی بنیاد رکھی۔ اس کا کہنا تھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ مذہب تک محدود رہیں، اذانوں کا سلسلہ جاری رکھا جائے، محراب و منبر سے وعظ جاری رکھے جائیں، حج و زکوٰۃ وغیرہ کے ایک رسم کے طور پر جاری رہنے پر بھی اسے اعتراض نہ تھا۔ اس کا مطالبہ فقط اتنا تھا کہ سیاست و سلطنت کے معاملات میں اسے آزاد چھوڑ دیا جائے، وہ جو چاہے کرتا پھرے کوئی اس کے معاملات میں دخل اندازی نہ کرے۔ امام برحق رضی اللہ عنہ نے اسلام کی مذہب و سیاست کی دو اکائیوں میں تقسیم کو مسترد کر دیا اور اسلام کی وحدت کی خاطر سب کچھ قربان کرنے پر تیار ہو گئے۔ آپ اگر اس قربانی پر تیار نہ ہوتے تو سیاست کو فرعونیت، معیشت کو قارونیت اور معاشرت کو یزیدیت کا روپ اختیار کرنے سے کوئی نہ بچا سکتا۔ آپ نے منافقت سے پاک سیاست، استحصال سے پاک معیشت اور لاقانونیت سے پاک معاشرت کے قیام کے لیے قربانی دینے کا فیصلہ کر لیا۔

کربلا اور یومِ عاشورا

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو مختلف آزمائشوں میں مبتلا کرتا ہے اور ان کی ثابت قدمی اور صبر کے باعث ان کو مزید رفعتوں سے نوازتا ہے۔ ان آزمائشوں کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ عامۃ المسلمین ان کے طرزِ عمل کو دیکھ کر مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنے کا ڈھنگ سیکھ سکیں۔ ارشادِ ربانی ہے:۔

Scanned with

"اور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو بشارت دیجئے کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو وہ کہتے ہیں بیشک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور بیشک ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے خصوصی نوازشیں ہیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پر ثابت قدم ہیں۔" ﴿ البقرہ 157-155 ﴾

عاشورا اور اس کی تعلیمات (5)

ہر کوئی اپنے مقام و مرتبہ کے مطابق آزمائشوں میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ کسی کو وطن کی جدائی سہنی پڑتی ہے تو کسی کو اپنے بال بچے قربان کرنا پڑتے ہیں، کوئی مال کے نقصان میں مبتلا کیا جاتا ہے تو کوئی اپنے جسم پر دکھ سہتا ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خاندانی عظمت اور ذاتی کمالات سے کون واقف نہیں ہے آپ پر بھی آپ کے مقام و مرتبہ کے مطابق آزمائشیں آئیں۔ آپ نے یزیدی فتنے کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیا تو آپ کو وہ مدینہ چھوڑنا پڑا جو رب کائنات کا چنیدہ اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا پسندیدہ شہر تھا۔ پھر مکہ مکرمہ سے بھی جدائی اختیار کرنا پڑی اور ایک طویل سفر کی صعوبتوں کو سہتے سہتے بالآخر کربلا پہنچے۔ 61ھ کا یوم عاشورا وہ دن ہے جس دن اسلام کی خاطر امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے شیر خوار بیٹے علی اصغر رضی اللہ عنہ سے لے کر اپنے جواں سال بیٹے علی اکبر رضی اللہ عنہ تک کو قربان کر دیا۔ تین دن تک بھوک اور پیاس کی آزمائش سے گزر کر تمام خاندان اور احباب کی شہادتوں کے بعد خود بھی جرأت و شجاعت کی عظیم داستان رقم کرتے ہوئے شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ آپ نے درج بالا آیتِ قرآنی میں بیان شدہ تمام قسم کی آزمائشوں میں کامیابی پائی اور صبر اور ثابت قدمی کے صلے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی نوازشات اور بے پایاں رحمتوں سے نوازے گئے۔

امام عالی مقام پر اس قدر آزمائشیں آنے کی ایک وجہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ نے اسرار الاحکام میں یہ بیان کی ہے:

''امام حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ جنتی جوانوں میں کوئی مہاجر ہوگا، کوئی غازی اور کوئی شہید۔ امام حسین کربلا سے پہلے نہ مہاجر تھے، نہ مجاہد اور نہ غازی۔ مرضی الٰہی تھی کہ ایک واقعہ کربلا میں اس جنتی سردار کو سارے مدارج طے کرا دیے جائیں۔ گویا کربلا کی تپتی ریت ان کے لیے ٹریننگ سکول (اور موضع تکمیلِ مدارج) تھا۔ اس لیے آپ پر مال، اولاد، وطن، احباب، جان، غرض تمام چیزوں کے مصائب جمع کر دیے گئے۔''

یوم عاشورا کی تعلیمات

تاریخ کے مختلف ادوار میں عاشورا کے دن پیش آنے والے عظیم واقعات سے آگاہی کے بعد اب ہم اس موڑ پر پہنچ چکے ہیں جہاں سے ہم نے اپنے بہتر مستقبل کے لیے راستے کا تعین کرنا ہے اور دیکھنا ہے کہ ہر سال یوم عاشورا ہمارے لیے کیا کیا پیغامات لے کر آتا ہے اور اس دن کون کون سے کام کر کے ہم اپنے رب کی رضا حاصل کر سکتے ہیں اور دنیا و آخرت سنوار سکتے ہیں:۔

1- قریشِ مکہ عاشورا کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ ہجرت سے قبل حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بھی یہی عمل رہا۔ ہجرت کے بعد آپ نے مدینہ کے یہودیوں کو عاشورا کا روزہ رکھتے دیکھ کر وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات دی، فرعون غرق ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کا روزہ رکھا۔ اسی سنت کو تازہ کرنے کے لیے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ جانِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے مقابلے میں ہم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زیادہ حق ہے۔ یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عاشورا کا روزہ مسلمانوں پر فرض کر دیا۔ پھر جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تو عاشورا کی فرضیت منسوخ ہو گئی مگر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم استحباباً یہ روزہ خود بھی رکھتے رہے اور صحابہ کرام کو بھی حکم دیا تا آنکہ 10ھ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک و آلک وسلم) عاشورا وہ دن ہے جس کی یہودی اور عیسائی تعظیم کرتے ہیں تو اس دن کا روزہ رکھنا ان کی مشابہت ٹھہرا۔ تو آقا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اگر ہم آئندہ سال زندہ رہے تو نویں محرم کا روزہ بھی رکھیں گے۔ یعنی مشابہت کے خوف سے نیکی بند نہ کریں گے بلکہ اس میں اضافہ کر کے فرق کر دیا کریں گے۔

محمد ضیاء الحق چوہان

عاشورا کے روزہ کی فضیلت کے متعلق فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے:۔

''یوم عاشورا کے روزے رکھنے پر میں گمان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ گزشتہ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ بنا دے۔''

2- عاشورا کے روزے کے متعلق رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرامین پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بزرگوں کی یادگاریں قائم کرنا شرک یا حرام نہیں بلکہ رکنِ اسلام ہے۔ عاشورا کی تعلیمات کے حوالے سے یہ نکتہ بہت اہم ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فتح کی خوشی اور آپ کے روزے کی یادگار کے طور پر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ خود روزہ رکھا بلکہ اپنے متبعین کو بھی اس کا حکم دیا۔

Scanned with CamScanner

3- تشبہ کے بہانے عبادات کو بند کرنا خلافِ سنت اور غیر دانشمندانہ فعل ہے۔ معمولی سے فرق سے تشبہ ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ دس محرم کے روزہ کے ساتھ نویں یا گیارہ محرم کا روزہ رکھنے سے یہود و نصاریٰ کے ساتھ تشبہ ختم ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ اپنی کم فہمی کے باعث اہلِ اسلام کے معمولات پر غیر مسلموں سے مشابہت کا فتویٰ عائد کر کے حسنات کو مٹانے کی سعیٔ لاحاصل کرتے ہیں اور اہلِ ایمان کو اجرِ عظیم سے محروم کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو خدا کا خوف کرنا چاہیے اور سطحی نظر کی بجائے معاملات کا بغور مشاہدہ کر کے کوئی رائے قائم کرنی چاہیے۔

عاشورا اور اس کی تعلیمات (۲)

محمد ضیاء الحق چوہان

4: امامِ عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے واقعہ میں ہمارے لئے بہت سے سبق موجود ہیں۔ان میں سے پہلا سبق یہ ہے کہ جب اسلامی قدریں پامال ہورہی ہوں ،اسلام کے حرام کوحلال اور حلال کوحرام ٹھہرایا جا رہا ہو،جمہوریت کے نام پر آمریت مسلط کی جا رہی ہواور قومی خزانہ حکمرانوں کی عیاشیوں پرخرچ ہورہا ہوتو مساجد میں بیٹھ کر وعظ وتبلیغ کر کے حق ادانہیں ہوتا بلکہ میدانِ عمل میں نکل کر باطل کو للکارنالازم ہو جاتا ہے ۔ایسے حالات میں امامت وقیادت کا سہرااسی کے سر پر سجتا ہے۔جو جان ومال،اولاد،وطن سب کچھ قربان کر کے حق کا پرچم سربلند کردے۔

5: ملتِ اسلامیہ کی موجودہ پستی اور زوال کا بڑا سبب دنیاوی زندگی سے پیار ہے ۔مسلمانوں نے اللہ کی نصرت ومدد پربھروسہ ترک کر دیا ہے اور اغیار کا خوف اپنے دلوں میں راسخ کرلیا ہے۔زندگی سے پیاراور موت کا خوف ہی اس زوال کا حقیقی سبب ہے۔حالانکہ اصل زندگی تو وہ ہے۔جو اللہ کے دین کی حفاظت کے لئے جان دے کر حاصل کی جائے ۔امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظاہری زندگی قربان کر دی مگر آج ساری کائنات حسینؓ حسینؓ کے نعرے لگا رہی ہے ۔ہم بھی اگر اپنے زوال کوعروج میں بدلنا چاہتے ہیں تو ہمیں اسوۂ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کواپناتے ہوئے دنیاوی زندگی سے پیار کی جگہ راہِ حق میں آنے والی موت کوترجیح دیناہوگی۔

دیکھی جو ہسٹری میں نے تو یہ مجھ کو یقین آیا
جسے مرنا نہیں آیا اسے جینا نہیں آیا

6: عاشورا کا دن ہر سال ہمیں جہاد زندگانی میں اسوۂ حسینی کواپنانے کی تلقین کرتا ہے آج ہمارا الیکٹرانک میڈیا رقص وسروراور ناچ گانے کوعام کرنے کے لئے سرکاری سرپرستی میں زبردست کوشش کر رہا ہے نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ دو برس قبل انگریز کے ٹکڑوں پر پلنے والے ایک ملت فروش کی کتاب کے کچھ اقتباسات میٹرک کے نصاب میں شامل کر کے قوم کے نونہالوں کے ذہنوں میں گانے بجانے کی عظمت راسخ کرنے کی کوشش کی گئی۔عاشورا کا دن ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ قوموں کی زندگی میں انقلاب رقص وسرور سے نہیں لائے جاسکتے بلکہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے باطل کا راستہ روک کر ہی زوال کوعروج میں بدلا جا سکتا ہے۔عالمی حالات کا تقاضا ہے کہ امت کولہوولعب میں مبتلا کرنے کی بجائے جدید اسلحہ کی تیاری اوراس کے استعمال میں مہارت حاصل کرنے کی طرف توجہ دی جانی چاہیے۔

آ تجھ کو بتاؤں تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر وسناں اول طاؤس ورباب آخر

7: آج مسلمان دنیا بھر میں کفار کے ظلم وستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔خود ہمارے وطن کا ایک حصہ (جسے پاکستان کی شہ رگ قرار دیا جاتا ہے) کفار کے تسلط کا شکار ہے۔ہر روز کئی گھر اجڑتے ہیں سہاگنوں کے سہاگ لٹتے ہیں ۔مائیں بے سہارا ہو جاتی ہیں اور عفت مآب خواتین کی عزتوں کوروندا جاتا ہے۔مگر مسلمان حکمران روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نعرے لگاتے نہیں تھکتے۔انہیں یہ خوف لاحق رہتا ہے کہ جہاد کا نام لیا تو کرسی چھن جائے گی۔کفر کی افرادی قوت زیادہ ہے۔کفار کے پاس جدید اسلحہ ہے ہم کیسے مقابلہ کریں گے۔کاش مسلم حکمرانوں نے قوم کے خون پسینے کی کمائی اپنی تعیشات کی نذرانہ کی ہوتی اور کفار سے مقابلہ کیلئے ہتھیار بنائے ہوتے اور کاش انہوں نے اسوۂ حسینی ؓ کا مطالعہ کیا ہوتا اور ان کے کانوں میں کفریہ گانوں کی بجائے کربلا کی تپتی ہوئی سرزمین پر بہنے والے خونِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صدا پہنچی ہوتی اور وہ یہ جان پاتے کہ آزادی قراردادوں سے نہیں ملتی مقابلہ کرنے سے ملتی ہے۔انقلاب مذاکرات کی میز پر جنم نہیں لیتے ۔بلکہ میدانِ عمل میں نکل کر باطل کا گلا دبانے سے ملتے ہیں۔

(جاری ہے)

Scanned with CamScanner

عاشورا اور اس کی تعلیمات (7)

محمد ضیاء الحق چوہان

م حسین رضی الہ عنہ میں آنسو بہانا یقیناً بہت بڑی سعادت ہے۔ ہمارے ہاں حاکم ومحکوم سبھی دس محرم کو ایک رسم کے طور پر کسی نہ کسی رنگ میں یہ سعادت حاصل کرتے ہی رہتے ہیں۔ مگر انفرادی اور قومی سطح پر یزیدی نظام سے چمٹے ہوئے ہیں۔ یہ سراسر منافقت ہے اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ شاید اسی جرم کی سزا کے طور پر اغیار کی غلامی کا طوق ہمارے گلے میں ڈالا گیا ہے۔

8: عاشورا کا دن ہمارے لئے صبر کا پیام لاتا ہے۔ خواہشاتِ نفس کو کنٹرول کرتے ہوئے دین کے اوامر ونواہی پر عمل کرنا، ہر حال میں الہ کا شکر ادا کرنا اور بڑی سے بڑی مصیبت آنے پر بھی زبان پر شکوہ وشکایت نہ لانا اور یہ یقین رکھتے ہوئے کہ آخری فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔ منزل کی طرف بڑھتے چلے جانا صبر کی علامات ہیں۔ امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبر ورضا کا ایسا نمونہ پیش کیا ہے جس کی دوسری مثال تاریخ اسلام میں نہیں ملتی۔ آج ہمیں بھی یہی رہ اپنا کر کامیابیوں کا سفر طے کرنا ہے۔

9: صبر کے بعد توکل کا مرحلہ آتا ہے جہاں پر نفع ونقصان کے پیمانے ختم ہو جاتے ہیں۔ اور انسان نعمتوں کے چھن جانے پر رنجیدہ نہیں ہوتا بلکہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرتا ہے اور اسی کے سامنے سر جھکاتا ہے، عاشورا کا دن ہمارے فکر وعمل میں یہی صفات پیدا کرنے پر زور دیتا ہے۔

10: امامِ عالی مقام کو بچپن ہی سے اچھی طرح علم تھا کہ کربلا کے میدان میں آپؓ نے کس طرح جامِ شہادت نوش کرنا ہے۔ اور کتنی کٹھن منازل کو طے کرنا ہے۔ آپؓ اگر چاہتے تو اپنے نانا جان رحمتِ دو عالم پُرنور شافی ﷺ سے دعا کروا کر اس آزمائش سے بچ جاتے، اپنے والدِ گرامی حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور والدہ ماجدہ حضرت سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا سے دعا کروا لیتے یا پھر خود بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتے۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہی تو ہیں کہ میدانِ کربلا میں ایک بدبخت شخص عبداللہ بن ابی الحصین الازدی نے جب کہا تھا کہ

''اے حسینؓ! کیا تم پانی کو دیکھتے ہو؟ تم اس سے ایک قطرہ بھی نہیں پی سکتے یہاں تک کہ پیاسے ہی مر جاؤ گے''

تو آپؓ نے فرمایا تھا:

''اے اللہ اسے پیاسا مار اور اس کی کبھی بخشش نہ فرمانا''

وہ بدبخت بیمار ہو گیا۔ بار بار پانی مانگتا تھا۔ جب اسے پانی پلایا جاتا تو فوراً قے کر دیتا اور اسی حالت میں پیاسا ہی واصلِ جہنم ہو گیا۔

میدانِ کربلا میں جنگ کے آغاز سے قبل اتمامِ حجت کے لئے حضرت امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطاب فرما رہے تھے کہ اسی دوران ایک بدبخت شخص مالک بن عروہ گھوڑا دوڑا کر سامنے آ گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ لشکرِ امام کے گرد خندق میں آگ جل رہی ہے اور شعلے بلند ہو رہے ہیں تو اس نے کہا:

''اے حسین تم نے وہاں کی آگ سے پہلے یہیں آگ لگا دی؟''

آپؓ نے فرمایا:

''اے دشمنِ خدا! تو کاذب ہے۔ کیا تو گمان کرتا ہے کہ میں دوزخ میں جاؤں گا؟''

امامِ عالی مقام کے ایک جانثار مسلم بن عوسجہ نے مالک بن عروہ کے منہ پر تیر مار کر اسے گستاخی کی سزا دینے کی اجازت طلب کی تو امامِ صبر وتحمل نے فرمایا ہرگز نہیں۔ خبردار میری طرف سے کوئی جنگ کی ابتدا نہ کرے تاکہ خون ریزی کا وبال اعدء ہی کی گردن پر رہے۔ ایک طرف آپؓ نے اپنے جانثار کو جنگ کی ابتداء کرنے سے روک دیا تو دوسری طرف اس کے سوزِ جگر کی تشفی کیلئے بارگاہِ خداوندی میں گزارش کی:

(جاری ہے)

Scanned with CamScanner

عاشورہ اور اس کی تعلیمات (8)

"یارب عذاب نار سے قبل اس گستاخ کو دنیا میں عذاب آتش میں مبتلا کر"۔

یہ الفاظ آپ کی زبانِ حق ترجمان سے نکلنے کی دیر تھی کہ گھوڑا اسے لے کر بھاگا اور آگ کی خندق میں گرا دیا۔ امام عالی مقام نے فرمایا:

"اے پروردگار تیرا شکر ہے کہ تو نے اہل بیت رسالت کے بدخواہ کو سزا دی"۔

آپ کی زبان سے یہ کلمات سن کر ایک اور بد بخت نے کہا:

"اے حسین! آپ کو پیغمبر خدا ﷺ سے کیا نسبت؟"

آپ نے ایک بار پھر بارگاہ خداوندی میں ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا:

"یا رب! اس بدزبان کو فوری عذاب میں مبتلا کر"۔

اسے قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی۔ ایک طرف جا کر برہنہ ہو کو بیٹھا ہی تھا کہ ایک سیاہ بچھو نے ڈنک مار دیا نجاست آلودہ برہنہ حالت میں تڑپتا پھرتا تھا اس رسوائی کے ساتھ تمام لشکر کے سامنے واصل جہنم ہوگیا۔

جب آپ کی زبان سے نکلنے والا ہر لفظ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس قدر مقبول تھا تو آپ دعا کر کے بالیقین کربلا کی آزمائش سے بچ سکتے تھے مگر آپ نے ایسا نہ کیا۔

اس کی وجہ تھی کہ آپ مقام رضا پر فائز تھے او

محمد ضیاء الحق چوہان

رمقا، رضا کی پہلی سیڑھی ہی یہ ہے کہ تقدیر کا علم ہوتے ہوئے اور تقدیت بدلنے کا اختیار رکھتے ہوئے اسے محبوب حقیقی کی خوشی کی خاطر قبول کر لیا جائے آپ باخبر بھی تھے اور بااختیار بھی مگر آپ نے فرار کا راستہ اختیار نہ کیا عاشورا کا دن ہمیں بھی یہی درس دیتا ہے کہ اللہ کی رضا پر راضی رہنے کی عادت اپنائیں اور دنیا و آخرت میں سربلندی پائیں۔

11: آج مسمان بہت زیادہ بے عملی کا شکار ہو چکے ہیں انہیں ہر طرح کی آسائش اور نعمتیں میسر ہیں مگر زیادہ سے زیادہ کی ہوس اور لالچ کے باعث اللہ کی بارگاہ میں سر جھکانے کے لیے چند لمحات بھی نہیں نکالتے نماز اسلام کا عظیم و اہم ترین رکن ہے مگر ہماری مساجد نمازیوں کو ترسنے لگی ہیں عاشورا کا دن ہمیں امام حسینؓ کی حیات مقدسہ کا مطالعہ کرنے کی دعوت دیتا ہے اور فکر ہمارے دلوں میں پیدا کرتا ہے کہ امام عالی مقام نے زندگی میں ایک نماز بھی ترک نہ کی حتیٰ کہ کربلا کے میدان میں آپ نے تین دن تک بھوک اور پیاس کی سختیوں کو برداشت کیا، وضو کے لیے پانی کی عدم دستیابی، بے وطنی، تیز دھوپ، گرم ریت، چہروں کو جھلسا دینے والی لو اور جدید اسلحہ سے لیس بائیس ہزار افراد پر مشتمل تازہ دم لشکر کا سامنا اس میں سے کوئی بھی آزمائش آپ کو نماز کی ادائیگی سے نہ روک سکی اور آپ کی ایک نماز بھی قضا نہ ہوئی۔ ~~امام عالی مقام کے ساتھ عقیدت و محبت کا دم بھرنے~~

(جاری ہے)

Scanned with CamScanner

امامِ عالی مقام کے ساتھ عقیدت ومحبت کا دم بھرنے والوں کو امامِ عالی مقام کی زندگی کے اس پہلو کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے اور بے عملی کی چادر کو تار تار کر کے اسلام کے تمام احکامات پر عمل کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

تو نے نماز پڑھ کے سرِدشتِ کربلا
کہتا ہے کون صرف ارم ہی خرید کی

☆☆☆☆☆☆

شبیر تیرے آخری سجدے کی ضرب سے
سانسیں اکھڑ رہی ہیں ابھی تک یزید کی

12: عاشورا کا دن ہمیں یہ سبق بھی دیتا ہے کہ کسی معرکے میں ظاہری نتائج حق وباطل میں امتیاز کا معیار نہیں ہوتے ۔امامِ عالی مقام نے اپنا سب کچھ لٹا دیا جب کہ یزدیوں نے فتح کے شادیان بجائے مگر دنیا نے دیکھا کہ تلواروں کی جنگ جیتنے والے مقدر کی جنگ ہار گئے اور غریب الوطنی میں گھر لٹانے والے انسانیت کی آبرو قرار پائے۔اج کون سی ایسی بستی ہے جس میں حضرت حسین نام کا حامل کوئی مسلمان نہ بستا ہوگا۔مگر ہے کسی میں جرات کہ اپنے بیٹے کا نام یزور کھے۔

لہٰذا عاشورا کا دن اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم اعدائے السلام کی طاقت سے خوفزدہ نہ ہوں اور ظاہری نتائج سے بے پرواہ ہو کر حق کی سر بلندی کے لئے جدوجہد کریں اور

محمد ضیاء الحق چوہان

وقتی ناکمیوں کو خاطر میں نہ لائیں۔

13: موجودہ دور میں بلدیاتی اداروں کے نمائندگان سے لے کر سر براہِ حکومت تک کا انتخاب ووٹ کے ذریعے ہوتا ہے اور دھونس ،دھمکی اور رشوت کے بل بوتے پر ووٹ لے کر کامیابی حاصل کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کی جاتی ۔عوام بھی چڑھتے سورج کے پجاری بن چکے ہیں۔جس کے پاس چار پیسے زیادہ دیکھے اسی کو ووٹ دے دیا۔جس نے سبز باغ دکھائے اسی کے گن گانے لگ گئے ۔مگر یقین جانئے ووٹ اتنی سستی چیز نہیں ہے اور السلام کی تعلیمات ک انداق اڑاتے ہیں ووٹر اس ظلم ،استحصال اور السلام کی تضحیک میں برابر کا شریک ٹھہرایا جائے گا اور قیامت کے دن اس کیلئے جوابدہ ہوگا۔امامِ عالی مقام سے بھی یزید نے فقط ووٹ ہی مانگا تھا ،اتنا ہی تو کہنا تھا کہ یزید بطور حکمران ہمیں قبول ہے ۔مگر امامِ عالی مقام نے ووٹ کی بجائے جان ومال واولاد وطن کی قربانی دے کر ووٹ کی اہمیت واضح فرمادی۔ہم بھی اگر اپنے معاشرے میں بہتری لانے کے متمنی ہیں تو ہمیں اسوۂ حسینیؓ کو مدِنظر رکھتے ہوئے ووٹ کی اہمیت کو پہچاننا ہوگا اور یزیدی کردار کے حامل افراد کو ووٹ دینے سے پرہیز کرنا ہوگا اور ان کو اقتدار سے دور رکھنے کی جدوجہد کرنا ہوگی۔

14: عاشورا کے دن متعدد انبیاء ورسل علیہم السلام کو مختلف اعزازات سے نوازا گیا اور اسی

(جاری ہے)

Scanned with CamScanner

عاشورہ اور اس کی تعلیمات (10)

محمد ضیاء الحق چوہان

آخری قسط

14: عاشورا کے دن متعدد انبیاء و رسل علیہم السلام کو مختلف اعزازات سے نوازا گیا اور اسی دن خاتم الانبیاء والمرسلین دونوں جہانوں کے پُرنور چمکتا دمکتا چاند حضرت محمد نبی کریم ﷺ کے پیارے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی شہادت عظمیٰ سے مشرف کیا گیا۔ عظمتوں، رفعتوں اور اعزازات کا یہ تذکرہ ادھورا رہے گا اگر ہم عاشورا کے دن نبی کریم ﷺ کو حاصل ہونے والے اعزاز کا ذکر نہیں کریں گے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بارہا قیامت کے وقوع کا وقت پوچھا گیا مگر متعدد حکمتوں اور مصلحتوں کے تحت آپ نے سن نہیں بتایا، البتہ قیامت کی علامات بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرما دیں اور یہ بھی بتا دیا کہ قیامت عاشورا کے دن قائم ہوگی۔

قیامت کے دن تمام انسان مل کر حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کریں گے تو وہ حضرت نوح علیہ السلام کی بارگاہ میں جانے کا حکم دیں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام مخلوق خدا کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ میں بھیجیں گے۔ وہ بھی شفاعت کی ذمہ داری اٹھانے سے معذرت کرلیں گے اور فرمائیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے۔ اور وہ رحمت عالم پُرنور دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن کرم کو تھام لینے کا مشورہ دیں گے۔ اس طرح سارے اہل انسانی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شفاعت کیلئے التجا کرے گی۔ آپ ﷺ ارشاد فرمائیں گے میں ہی آج تمہاری شفاعت کرنے والا ہوں۔ المختصر ﷺ اہل ایمان کی شفاعت فرمائیں گے۔ اور میزان وپل صراط وغیرہ پر اپنے غلاموں کی دستگیری فرمائیں گے۔

یہاں سے یوم عاشورا کی یہ تعلیم واضح ہوگئی کہ قیامت کے وقوع کی حکمت یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و رفعت کا نظارا کرایا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کے اعمال سے آگاہ ہے۔ بغیر حساب و کتاب سب لوگوں کے فکر و عمل کے مطابق ان کو جنت یا دوزخ میں بھیج سکتا ہے۔ اس کے باوجود حساب کتاب کیلئے ساری مخلوق کو ایک میدان میں جمع کر کے تمام انبیاء کی بارگاہوں سے پھرا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچایا جائے گا تاکہ سب کو آپ ﷺ کی عظمت دکھائی جا سکے۔ حضرت مولانا حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

اللہ تعالیٰ براہ راست بھی سب لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بھیج سکتا تھا مگر سب انبیاء کے پاس بھیجنے میں حکمت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امتیازی شان معلوم ہو۔ اگر پہلے ہی لوگ آپ ﷺ کے پاس پہنچ جاتے اور شفاعت ہو جاتی تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ شفاعت ہر جگہ ہو سکتی تھی ہم اتفاقاً یہاں آ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شفاعت فرما دی۔ کہیں اور جاتے تب بھی شفاعت ہو جاتی۔

قیامت کے حوالے سے یوم عاشورا کی تعلیمات میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کا وسیلہ برحق ہے اور ان سے مدد مانگنا شرک نہیں ہے۔ کل قیامت کے دن تو سب نے اس بات کو تسلیم کر لینا ہے مگر اس وقت کا تسلیم کرنا فائدہ مند نہ ہوگا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اللہ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کو آج ہی سچے دل سے مان لیا جائے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی ضرورت کی نشاندہی ان الفاظ میں کی ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

Scanned with CamScanner

مجاہدِ اہلِ سنت علامہ قاری محمد یٰسین چوہان رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے اہلِ سنت کے ایمان افروز خطابات سے مستفید ہونے اور غیر پیشہ ور نعت خوان حضرات کی پڑھی ہوئی نعتیں سننے کے لیے دیکھتے رہیے۔

www.youtube.com/fikrerazapakistan

مسلکِ حق اہلِ سنت و جماعت کی تعلیمات سے آشنائی کے لیے درج ذیل لنک پر موجود علمائے اہلِ سنت کی قلمی نگارشات کا مطالعہ کیجئے۔

www.archive.org/details/@fikr_e_raza_pakistan